ايليا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علیؑ

پی ڈی ایف سازی

منجانب

Shia Books PDF منظر ایلیاء

MANZAR AELIYA HYDERABAD INDIA

نام کتاب	ایلیاؑ
مولف	سید محمود گیلانی (سابق اہلحدیث)
تعداد	دو ہزار ۲۰۰۰
سنہ طباعت	مارچ ۱۹۹۸ء
مطبوعہ	اے بی سی آفسٹ پریس دہلی
ناشر	عباسؑ بک ایجنسی رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ لکھنؤ
ہدیہ	بارہ روپیہ ۱۲/-
سرورق	عالم حسین

پہلے اسے پڑھئے !!

رسالہ ہذا میں جناب محقق سید محمود گیلانی مدظلہ (معراجکے ضلع سیالکوٹ) کے عظیم تحقیقاتی ذخیرہ کا ایک چھوٹا سا جزو پیش کیا گیا ہے۔ جسے پڑھنے کے بعد یقیناً طالبان حق اور جملہ ذی علم طبقہ کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

کوئی بات کہدینی تو آسان ہے۔ مگر واقعات کی کڑیاں ملانے اور تحقیقات سے انہیں سو فیصدی درست ثابت کرنا بہت بڑا کمال ہے۔ یقیناً حکیم صاحب موصوف نے یہ عظیم تحقیقات پیش کرکے نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ جملہ ادیان کے پیروکاران کو ایک بہت بڑی الجھن سے نکال کر اتمام حجت فرمایا۔ کوئی بہت ہی بدقسمت ہوگا جو ان حقائق و واقعات کے پڑھنے کے بعد شاہراہ نجات پر گامزن نہ ہوسکے۔

اسلام میں خمسۂ مقدسہ یعنی محمدؐ، علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا مقام لبعد از خدا سب سے بلند ہے۔ حکیم صاحب مدظلہٗ کی تحقیقات کے مطالعہ سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ کورو پانڈوں کی عظیم جنگ یعنی مہابھارت کے میدان میں کرشن جی نے علیؑ ہی کو پکارا تھا۔ اور انہیں کا واسطہ دے کر اللہ تعالےٰ سے جنگ میں دعا مانگی تھی۔ رامچندر جی نے بھی امیرالمومنینؑ ہی کی آمد کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ حضرت نوحؑ نے اپنی مشہور

عالم کشتی کی طوفان و مصیبت میں نجات کے لئے اللہ تعالیٰ نے پنجتن پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی کے اسمائے مبارکہ کی تختی لگائی تھی، جو تختی اب تک موجود ہے۔ حضرت داؤد و سلیمان (علیہما السلام) بھی اپنی دعاؤں کے لئے پنجتنؑ پاک بالخصوص امیرالمومنین ہی کو وسیلہ بناتے رہے۔ گوتم بدھ جو کہ اپنے وقت میں ایشیاء کے نجات دہندہ تصور کئے جاتے ہیں انہوں نے بھی اپنی مشکلات کے لئے امیرالمومنینؑ کو مدد کے لئے پکارا۔ اور خدا تعالیٰ کے اس نور ہی نے گوتم کو درسِ توحیدِ باری تعالیٰ دیا۔ آپ تحقیقات کا یہ جز پڑھیں گے تو آپ پر یہ تمام امور منکشف ہو جائیں گے۔

بلاشبہ حکیم صاحب نے دوسروں کو نجات کا راستہ تو دکھایا ہی ہے خود اپنے آپ کو دربارِ باری تعالیٰ سے عظیم انعامات کا مستحق بنالیا ہے۔

اِن انعامات کی ابتداء دنیا ہی سے شروع ہو گئی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے راہِ ہدایت سے ہمکنار کر دیا۔ حکیم صاحب متواتر ۳۲ سال تک مسلک اہلحدیث پر گامزن رہے اور متعدد اہلحدیث اخبارات کے ایڈیٹر اور اہلحدیث کی کئی کتب کے مصنف و مؤلف ہیں۔ چونکہ خود نیک نیتی سے جویائے حق تھے، اللہ تعالیٰ نے حقیقت سے آگاہ فرمایا خدا تعالیٰ انہیں برکت و استقامت بخشے اور قارئین رسالہ ہذا کو شاہراہِ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

معراج الدین خواجہ
جنرل سیکرٹری
۲۱۔ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِیلیا ———— ادیانِ عالم کا مرکزِ نجات

جناب حکیم سرفراز حسین صاحب نے اپنے مخصوص علمی مقالہ زیرِ عنوان " ایلیا " علی علیہ السلام کا لقب مندرجہ "معارفِ اسلام" علیؑ و فاطمہؑ نمبر بابت ماہِ دسمبر ۱۹۶۱ء میں جس تحقیق و کاوش کا اظہار فرمایا ہے، قابلِ داد و تحسین ہے۔ دورِ حاضر میں اس قسم کے تحقیقاتی مقالات کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس نوع کے انکشافات جدیدہ ایمان و ایقان کے استحکام کا باعث ہوتے ہیں۔

حکیم صاحب ممدوح کا مقالہ موصوف کسی مزید شرح یا انتقاد کا محتاج نہیں جبکہ خود بعض مسیحی لیڈر اور عیسائی پادری و مشنری "ایلیا" کو علیؑ یا آخری زمانہ کی کوئی معزز ترین ہستی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ نصف صدی سے زائد مدت گزری کہ سینٹ پال چرچ (لندن) کے ایک نامور پادری مسٹر جے۔ بی۔ گلیڈون نے اپنی تصنیف موسومہ

"A note book on old and new testaments of Bible"

میں لکھا اور عجز و تفاخر سے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے لکھا کہ:

"In the language of oldest and present Habrew

the word Allia or Aillee is not in meanings of God or Allah, but This word is showing That in a next and last time of This world any one will be-come nominated Allia or Aillee.

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو " اسے نوٹ بک آن اولڈ اینڈ نیو ٹسٹامنٹس آف بائبل جلد اول صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸ مطبوعہ ولیم اسے ۔ ہالرڈ پریس انگلستان ۱۹۰۶ء)

ترجمہ: پرانے زمانے اور موجودہ زمانہ کی عبرانی زبان میں لفظ ایلیا یا ایلی ' خدا یا اللہ کے معنوں میں استعمال نہیں کیا جاتا ۔ بلکہ مذکورہ لفظ تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ کبھی آئندہ یا آخری زمانہ میں کوئی ایسی ہستی آنیوالی ہے جس کا نام ایلیا یا ایلی ہوگا ۔

ایک مسیحی مشنری کی زبان سے ایلیا یا ایلی کے اسم مبارک کی اس سے زیادہ اور کیا وضاحت وصراحت ہوسکتی ہے جو صاف طور پر اقرار کر رہا ہے کہ ایلیا یا ایلی نہ خدا ہے نہ اللہ ' نہ الیاس نہ یوحنا نہ مسیح بلکہ وہ ہے جس کا ظہور مسیح وغیرہ کے بعد ہوگا ۔ اس تشریح وتصریح کی موجودگی میں بھی اگر مسیحی صاحبان علی علیہ السلام کے وجود مسعود کو اور ان کی فضیلت وعظمت کو تسلیم نہ کریں تو اس میں لفظ " ایلی " کا قصور نہیں ' ان کی عقل کا فتور ہے ۔

فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ ۝

علاوہ بریں ـــــ غور وتفحص کے میدان میں راہوار تحقیق کو جولاں کیا جائے تو اس سر مکتوم کو آشکار ہوتے دیر نہ لگے گی کہ معروف ادیان ومذاہب اور ان کے اکابر کا مرکز امید اور نقطۂ نجات کبھی نہ کبھی عنوان " ایلیا یا ایلی " ہی رہا ہے ۔ اور وہ ہر مصیبت وابتلاء اور ہر رنج وبلا میں مخلصی حاصل کرنے کے لئے جناب امیرؑ کا سہارا لیتے اور حضورؐ

سے فریاد کرتے رہے ہیں ' باور نہ ہو تو آئیے ! چند نمونے ملاحظہ فرمائیے :-

پانڈوں اور کوروں کی مشہور جنگ میں جب سری کرشن جی مہاراج کورکشیتر کے میدان میں تشریف لاتے ہیں تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ سچائی کے طرفدار تو محض مٹھی بھر ہیں مگر پرستارانِ باطل کے ٹڈی دل لشکروں سے زمین اٹی پڑی ہے ۔ کرشن جی اپنے سرفروشوں کو ضروری ایدیش دینے کے بعد تخلیہ میں جاتے ہیں اور اپنے مالک حقیقی کے سامنے زمین بوس ہوکر دعا مانگتے ہیں ۔

" ہے پرمیشور ! سنسار پرم آتما ! تجھے اپنی ذات کی قسم اور اس کی قسم جو آکاش اور دھرتی کا جنم کارن ہے اور اسکی قسم جو تیرے پیارے کا پیارا ہے ۔ تیرے پریتم کا پریتم ہے تجھے اس کا واسطہ جو آہلے ([illegible]) ہے ۔ جو سنسار کے سب سے بڑے مندر بیت کالے پتھر کے نزدیک اپنا چمکتکار دکھلائے گا ۔ تو میری بینتی سن ۔ جھوٹے راکشوں کو نشٹ کر ' اور سچوں کو فتح دے ۔ ہے ایشور !

ایلا ! ایلا ! ایلا ! "

(رسالہ کرشن بینتی مؤلفہ پنڈت رام دھن صفحہ ۲
شائع کردہ ساگری لینڈ کالیہ دہلی مطبوعہ ۱۹۳۱ء)

کرشن جی کے ان دعائیہ فقروں کے ایک ایک لفظ پر غور کیجئے کہ وہ کس خوبی وخوش اسلوبی کس وضاحت وبے حجابی اور کس لگا اور تضرع سے آکاش اور دھرتی کے جنم کارن یعنی باعث تکوین ارض وسما ' مورد لولاک لما خلقت الافلاک کو پکار رہے ہیں ۔ پھر زینت ارض وسماء کے پیارے کے پیارے (محبوبِ رسول اکرمؐ) اور اس کے پریتم کے پریتم (حبیبؑ نبی محترمؐ) کی قسم دے رہے ہیں ۔ اس کے بعد اس کا نام بھی پکار رہے ہیں ۔

"آہلی"۔ یہ سنسکرت کا ایک قدیم لفظ ہے۔ جو عربی کے عالی یا علی کے ہم پلہ ہے۔ مگر کرشن جی مذکورہ اسم گرامی کی خود ہی تشریح بھی فرما دیتے ہیں کہ وہ جو سنسار کے سب سے بڑے مندر (دنیا کے قبلہ و کعبہ حرم محترم) میں کالے پتھر (سنگِ اسود) کے نزدیک اپنا چمتکار (جلوہ یا معجزہ) دکھلائے گا۔ آخر میں انہوں نے تین دفعہ " ایلا ' ایلا ' ایلا " کہا ہے۔

اب محلِ نظر یہ بات ہے کہ یہ " ایلا " کون ہے! اس کے معنی ہم سے نہیں بلکہ ایک ودیارتھی پنڈت ہی سے سن لیجئے۔ لکھتا ہے:-

" پراچین سے کی پرانی زبانوں میں ایک سنسکرت بھی ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ وہ سب سے پرانی بولی ہے۔ اس میں کوئی شاکھیا ایسے بھی ہیں جو آج کل عام لکھنے، پڑھنے اور بولنے میں نہیں آتے۔ اسی طرح کا ایک نام ہے "ایلا" اس کا مطلب ہے بڑے ہی اونچے درجے والا یا بڑے ہی اونچے نام والا۔ اول آہل یا آہلی یا آلی بھی اسی سے نکلا ہے۔ جیسا کہ عربی زبان میں کہتے ہیں اعلیٰ عالی، علی تعالیٰ وغیرہ۔ پراچین ویدوں میں ایسے بہت سے لفظ ملتے ہیں، جن کو پڑھنے والے شبہ کر سکتے ہیں کہ وہ عرب کے بگڑے ہوئے ہیں یا سنسکرت سے عرب میں چلے گئے ہیں "

(کتاب ناگر ساگر، مؤلفہ پنڈت کرشن گوپال، مطبوعہ سمپورن پریس آگرہ، شائع کردہ نارائن بک ڈپو آگرہ ۱۹۷۱ء صفحہ ۲۱۱ - ایڈیشن دوم)

لفظ " ایلا " کی مندرجہ بالا تصریح سے ثابت ہوا کہ کرشن جی کا اپنی دعائیہ فریاد میں "آہلی" یا " ایلا " کہنا حضرت علی علیہ السلام سے امداد کی درخواست کرنا تھا۔ اسی لئے انہوں نے بار بار آپ کا اسم مبارک وردِ زبان کیا ہے۔ اگر نہیں تو اہلِ ہنود عالمانِ سنسکرت بتائیں

کہ آہلی یا ایلا کے کیا معنی ہیں اور سنسار کا سب سے بڑے مندر کا " کالا پتھر" کہاں ہے؟ اور اس میں کس آہلی یا ایلا نے اپنا چمتکار دکھایا تھا۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

داؤد علیہ السلام کے صحیفۂ زبور کی چند سطور جو قدیم عبرانی[ل] میں مذکور ہیں ملاحظہ کیجئے!

" اِمطعنی تِیل قثوتیلیم تث یاھینوانی وزایلی متازہ امطع ملغ شلواشہاثت یزاغان ھمینقہ خلذ وقث فل حدّار کوتوہ شیھویلیت انی تاہ لوتاہ خزیماہ دثِ جین کعاآبہ بنہ اشودِ کلیامہ کا ذوقثوتی تتم عندو بردیا لفوبنیم فل خلذ ملغ خایوشنی یمٌ مغلینم عت اجّار لیون "

ترجمہ: اس ذاتِ گرامی کی اطاعت کرنا واجب ہے جس کا نام ایلیؔ ہے۔ اس کی فرمانبرداری ہی سے دین و دنیا کے سب کام بنتے ہیں۔ اس گرانقدر ہستی کو حدّاد (حیدرؑ) بھی کہتے ہیں، جو بیکسوں کا سہارا، شیر بر، بہت قوت

ل موجودہ محرف اناجیل کے عتیق و جدید عہد ناموں میں جس صفائی سے تحریف (ترمیم و تنسیخ) کی گئی ہے وہ اہل علم سے ذرا کی چھپی نہیں۔ نہ صرف الفاظ و فقرات بلکہ پوری کی پوری عبارتیں یا تو توڑ مروڑ کر لکھی گئی ہیں یا بالکل اڑا دی گئی ہیں۔ جن عبارتوں میں جناب رسالتمآبؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کا تذکرہ کسی نہ کسی رنگ میں آتا ہے ان کا خصوصیت سے صفایا کیا گیا ہے۔ زبور کی مذکورہ عبارت اس قدیم نسخہ سے ماخوذ ہے جو اس وقت قلمی صورت میں پادری احزان الدمشقی کے قبضہ میں ہے۔ مفتیٔ مصر کا بیان ہے کہ انہوں نے وہ نسخہ دیکھا ہے اور اگر اس کو منظرِ عام پر لایا جائے تو مسیحیت کی عمارت مسمار ہو جاتی ہے۔" دیکھو رسالہ " الحرام " قاہرہ۔ ذیقعد ۱۳۷۵ھ (محمود)

والا اور کعبا (کعبہ) میں پیدا ہونے والا ہے۔ اس کا دامن پکڑنا اور اس کی فرمانبرداری میں ایک غلام کی طرح رہنا ہر شخص پر فرض ہے۔ سن لو جس کے کان ہیں، سمجھ لو جس کا دماغ ہو، سوچ لو جس کا دل ہو کہ وقت گذر گیا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا۔

اور میری جان میرے جسم کا تو ایک وہی سہارا ہے۔

زبور قدیم کی مذکورہ عبارت میں حضرت داؤد نے کسی رمز و کنایہ، کسی اشارہ و استعارہ سے کام نہیں لیا ہے: بلکہ اعلانیہ اور مبرہن الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ ——— وہ علیؑ جس کو حیدر بھی کہا جائے گا۔ اسی کی اطاعت و متابعت دین اور دنیا کی کامیابیوں کی کلید اور باعث بخشش و نجات ہے۔ وہ مقدس ہستی کعبہ میں جنم لے گی۔ اسی کی غلامی اختیار کرنے سے ہر کام انجام کو پہنچتا ہے۔ وہ شیر ببر (اسد اللہ الغالب) بہت قوت والا (علی القوی، ید اللہ، قوۃ اللہ) ہے۔ اور میری جان اور میرا جسم تو اسی کے سہارے پر قائم ہے۔ یعنی ہر مشکل و مصیبت میں وہی دستگیر بنتا ہے۔ جناب داؤد نے یہاں تک متنبہ کر دیا ہے کہ جو شخص وقت کو ضائع کر دے گا اور علی علیہ السلام سے لو لگا کر ان کا مطیع نہ بنے گا وہ دنیا اور آخرت میں ہر جگہ پچھتائے گا۔

اب حضرت سلیمان علیہ السلام کی بشارت سنیئے۔ آپ کے صحیفہ "غزل الغزلات" باب پنجم مروجہ عبرانی پرانے نسخہ میں جو ۱۸۰۰ء کا طبع شدہ ہے یہ عبارت بالفاظ صحیح درج ہے:

لہ آج کل کی تحریف شدہ انجیل میں غزل الغزلات کی مذکورہ عبارت کاٹ چھانٹ کی نذر ہو گئی ہے۔ اور اس میں سے یہ الفاظ "خلو محمدیم" یا میرے دوست کا نام محمدؐ ہے ←

"دودی صح وادوم دغول مربابہ ط روشو کتم پاز قصوتاو تلتلیم شحورو ث کفوریب ط عناو کیونیم ط عل افیقی ماثم بچالاث بوشیوث وعل ملیث لحا یا ڈکعرو غت سبوسم معدلوث مرتاحیم و سفوتاو شوشیم نغافوث ط مورد عو سیوط بادا و اکلیلی ذاهاب ممالاثم بترسیس ط معیاؤ عشیث شین ط معلفت سپریم و شوقاز صودی شیس میسادیم دعل ادنی پاز مرہ میفو علیاذ نو ط با جور کا دراویم ط خلو محمدیم ط ذ ہ دودی ورذ کا نگی یا بنوث یروشلائیم۔ ط"

(ترجمہ) میرا دوست، جو قدرے گندم گوں ہے، ہزاروں میں منفرد ہے۔ اس کے سر کا نور الماس کی طرح چمکتا ہے، اس کی زلفیں گھنگریالی اور پر زاغ کی مانند سیاہ ہیں۔ اس کی دونوں آنکھیں ایسی جیسے دودھ سے دھوئے ہوئے طشت میں مصفی پانی پڑا ہو۔ اور اس پر دو کبوتر تیرتے ہوں۔ یا جیسے دو قیمتی نگینے اپنے خانوں میں جڑے ہوئے ہوں۔ اس کے رخساروں پر ریش مبارک خوشبودار بیل کی مانند چھائی ہوئی ہے۔ اس کا ہلالی منہ خوشبو میں بسا ہوا ہے۔ اس کے دونوں لب پھول کی پنکھڑیوں جیسے ہیں جن سے عجب روح افزا خوشبو نکلتی

بقیہ از صفحہ ۱۰ - یا "My friends name is Mohammad" کے الفاظ بالکل نکال دیئے گئے ہیں۔ لیکن ۱۸۰۰ء یا اس سے پہلے کے نسخوں میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل کی کتر بیونت ۱۸۰۰ء کے بعد شروع ہوئی۔ عیسائی پادریوں کی ایک مخلوط جماعت نے جس میں رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے تمام فرقے شریک تھے، عتیق اور جدید عہد ناموں میں اپنے ڈھب کی تحریف کرکے "ضرر رساں" فقرے خارج اور "نفع بخش" فقرے داخل کر دیئے۔ (البیان (محمود)

ہے ۔ اس کے ہاتھ سونے کے ڈھلے ہوئے ہیں ۔ جن میں جواہرات چمکتے ہیں ۔ اس کا شکم ہاتھی دانت کی لوح کی مانند سفید اور جواہر سے مرصع ۔ اسکی پنڈلیاں جیسے سنگِ مرمر کے ستون، جو سونے کے پایوں پر مضبوطی سے رکھے ہوں ۔ اسکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن، وہ صنوبر کی طرح جوان ہے ۔ نہایت خلیق ہے ۔ وہ میرا دوست، میرا محبوب محمدؐ ہے ۔ اے دختران یروشلم!"

(صحیفہ غزل الغزلات باب ۵ فقرات ۱۶-۱۱ نسخہ عبرانی مطبوعہ ۱۸۰۳ء لندن برٹش ہائبل الیوسی ایشن)

موصوفہ عبارت کے بعض فقرات پر فوت غائرہ نکر یہ صرف کئے بغیر مقصد حاصل نہ ہوگا جناب سلیمان علیہ السلام نے اپنے محبوب و دوست حضور ختمی رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں جو قصیدہ ارشاد فرمایا ہے اس میں وہ کہتے ہیں :-

(۱) ۔"اُس کے سر کا نور الماس کی طرح چمکتا ہے ": یہاں سر سے مراد علی علیہ السلام ہیں ۔ رسولؐ اکرم کا اپنا ارشاد ہے ۔ " عَلِیٌّ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ الرَّاسِ مِنْ جَسَدِی " علی میرے جسم کے سر کی مانند ہے ۔ پس جب جناب سلیمانؑ نے علیؑ کو اپنے محبوب کے سر سے تشبیہہ دی ہے ۔ پھر سر کا نور کہہ کر اور بھی وضاحت کر دی ہے ۔ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں ۔ " اَنَا نُورٌ وَعَلِیٌّ نُورٌ " میں بھی نور ہوں اور علیؑ بھی نور ہے ۔ " اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ " میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں ۔ تو گویا رسالت مآب کے سر اور نور جناب امیر المومنینؑ ہی ہیں ۔ پھر ایک اور نکتہ دیکھئے کہ سر کا نور الماس (ہیرے) کی طرح چمکتا ہے ۔ غور کیجئے ! کہ دوست (رسولؐ خدا) کے سر کے نور (علیؑ) کو الماس یعنی ہیرے سے تشبیہہ کیوں دی گئی ہے ؟ اس لئے اور صرف اس لئے کہ ہیرے کا ہر ٹکڑا جب کان سے نکلتا ہے تو وہ قدرتاً اور فطرتاً پنج پہلو ہوتا ہے ۔ اور پھر جب اس کو سورج یا چراغ کے سامنے رکھا جائے تو اس کے ہر پہلو سے پانچ کرنیں نکلتی ہیں پس

سلیمان نبیؑ نے الماس کی مثال دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ میرا محبوب پنجتنؑ سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے دوست (علی) کا رشتہ بھی ان ہی نفوس خمسہ قدسیہ سے ہے ۔ اللہ اکبر کیسی فقید المثال تشبیہہ اور توضیح فرمائی گئی ہے ۔

(۲) " اس کی دونوں آنکھیں ایسی ہیں جیسے دودھ سے دھوتے ہوئے طشت میں مُصفّیٰ پانی پڑا ہو اور اس پر دو کبوتر تیر رہے ہوں ۔

بظاہر یہی معلوم ہوگا کہ جناب سلیمانؑ اپنے دوست کا سراپا، یعنی سر سے لے کر پاؤں تک حلیہ بیان کر رہے ہیں ۔ مگر غور کی عینک لگا کر دیکھا جائے گا تو یہ حلیہ مبارک بہت ہی مرموز و مکنون نظر آئے گا ۔ چنانچہ فقرۂ مذکورہ میں " دو آنکھوں سے مراد جسم کی عام آنکھیں نہیں ہیں بلکہ اس میں نبی علیہ السّلام کی " دو خاص آنکھوں " کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔ اور رسولؐ اللہ کی یہ دو خاص آنکھیں ہیں ۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہم السّلام ۔ جیسا کہ خود نبیؐ اکرم نے ان کی شان میں فرمایا الحسنؑ والحسینؑ عینانی حسنؑ اور حسینؑ میری دو آنکھیں ہیں (سیرۃ الصالحین ص۵) پھر فرمایا الحسنؑ والحسینؑ قرۃ عینانی حسنؑ اور حسینؑ میری دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں (سیرۃ الائمہ شعبانی ص۱۹)

اپنی غزل کے اسی فقرہ میں جناب سلیمانؑ ان دونوں آنکھوں کی صفات بیان فرماتے ہیں کہ وہ دودھ سے دھوئے ہوئے طشت میں رکھی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے آبِ مصفّا پر دو کبوتر تیر رہے ہوں ـــــ دودھ اور آب پاکیزہ سے دھونا ایک محاورہ ہے ۔ جس سے انتہائی پاکیزگی مراد لی جاتی ہے ۔ عرب کا ایک شاعر اسعدی خدا ئے تعالیٰ اور اس کے عرش کی تعریف میں کہتا ہے ؎

دالعرشه معقونه من لبن المطهر

ودالعائه الصفا فلا يستل تفخر

ترجمہ : اس کا عرش عظیم پاکیزہ دودھ اور مصفا پانی سے دھویا ہوا

ہے ۔ اور اس پر ذاتِ الٰہیہ کے سوا کوئی بھی فخر نہیں کرسکتا۔

ایران کا حنفی شاعر اثر تہرانی اپنے قصیدہ میں حسنینؑ کی توصیف یوں کرتا ہے :-

آں دو چشمان نبیؐ ، شبیر و شبر با صفا ✦ آں دو چشماں شستہ در چرخ بریں از شیر و آب

آں دو چشمان نبیؐ ، نور نگاہِ مصطفیٰؐ ✦ مادرِ آں سیدہؑ و والد آں بو تراب

ترجمہ : پاک اور صاف روح و تن والے حسنؑ اور حسینؑ نبیؐ کی دو آنکھیں ہیں جو کہ آسمان کے اندر دودھ اور پانی سے دھوئی گئی ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ وہی دو آنکھیں ہیں جو محمد مصطفیٰؐ کی نگاہ ہونے کا نور ہیں جن کی اماں جان سیدہ پاک دختر شاہ لولاک ہیں اور جن کے ابا جان ابو تراب علی علیہ السلام ہیں۔

پس اس سے بلا تردید ثابت ہوا کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے محبوب سید المرسلین کی بشارت دیتے ہوئے جناب حسینؑ کی ذات گرامی کا مژدہ بھی سنا دیا ہے ۔

علاوہ بریں رسولؐ اللہ کی دونوں آنکھیں (حسنؑ و حسینؑ) کی مثال "دو کبوتروں" سے دینا بھی عدیم النظیر اور روحانی و مذہبی اعتبار سے بیحد پُر اسرار ہے ۔ کبوتر کو جملہ طیور میں پاکیزگی کی خصوصیت حاصل ہے ۔ اور جس کو اس سے نامہ بری اور پیغام رسانی کا کام لیا جاتا رہا ہے ۔ لہٰذا جب بھی کسی پیغامبر کو عالم مکتوم سے منصۂ شہود پر لایا جاتا ہے ۔ تو اس کو "کبوتر" کی تصویرانی شکل دی جاتی ہے ۔ مثلاً روح القدس یا روح الامین کی تخیلاتی تصویریں کبوتر ہی کی صورت میں نظر آئیں گی ۔ نیز کائنات عالم میں امن و عافیت کے

قیام کے اظہار کے لئے بھی کبوتر کو ہی منتخب کیا گیا ہے ۔ روس میں کبوتر میں ذرا سی تبدیلی کر کے اسے "امن کی فاختہ" کی شکل میں پیش کیا گیا ہے لیکن یورپ اور امریکہ میں کہیں بھی چلے جائیے وہاں "امن کے دیوتاؤں" کے سر پر علامتی رنگ میں کبوتر ہی سایہ فگن نظر آئے گا۔

پس حسنؑ اور حسینؑ کو دو کبوتروں سے تشبیہ دینا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ایک تو یہ دونوں حضرات خدا کے آخری پیغام (قرآن) کے ناشر و مشیع ہوں گے اور ان کے ذریعہ اہل عالم قرآنی تعلیمات سے روشناس و بہرہ مند ہوں گے ۔ دوسرے یہ دونوں نورِ چشمانِ رسولؐ عالم کو ن و فساد میں امن بھی قائم فرمائیں گے ۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ امام حسنؑ نے اپنے زہر خورانی کے سانحہ میں جس انتہائی ضبط و تحمل سے کام لیا وہ ظلم اور استبداد کے خلاف ایک دائمی پیام امن تھا۔ حسینؑ مظلوم نے میدانِ طف میں جس صبر و سکون کا اظہار فرمایا وہ شقاوت و بربریت کے لئے ابدی پیغام مرگ تھا۔ اسی لئے سلیمانؑ علیہ السلام اپنے نغمہ میں محمدؐ کی مدحت کے ساتھ آلِ محمدؐ کے بھی گیت گا رہے ہیں ۔

(۳) " اس کا ہلالی صفحہ خوشبو میں بسا ہوا ہے "۔

اس فقرہ میں سلیمانؑ پیغمبر نے اپنے دوست (محمد مصطفیٰؐ) کے چہرۂ مبارک کو "ہلالی صفحہ" سے تشبیہ دے کر جناب رسالت مآب کی حدیث انا کالشمس و علی کالقمر .... کی تصدیق فرمائی ہے ۔ جناب سرورِ کائنات نے جناب امام المتقین علیؑ کو چاند کہا تھا ۔ اور سلیمانؑ کے گیت میں بھی دوست کے چہرے کو " چاند " کہا گیا ہے ، مگر چہرے کو صفحہ کہنا بھی ایک راز ہے ۔ یعنی اس ماہِ تاباں (علیؑ) کا چہرہ

کتابِ حق کی مانند مقدس و محترم ہوگا۔ جبھی تو امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ القرآن صامت وانا قرآن ناطق اور اس ماہِ محمدؐ کا چہرہ صفحۂ قرآن کے مانند ہونا ہی چاہیئے تھا۔

ذرا اس سے آگے بڑھیں تو اسی نغمۂ سلیمانی میں محمدؐ کے چاند کی چاندنی اور بھی نمایاں نظر آئے گی۔ فرماتے ہیں:۔

(۴) "اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہے"

یہاں "کالشمس" کے "کالقمر" یعنی آفتابِ دین کے ماہتابِ دین کی ایک نہایت واضح توصیف بھی کر دی گئی ہے کہ اس ماہِ مبین کا جسمانی اور روحانی رشتہ چہاردہ معصومینؑ سے ہوگا۔ کیونکہ یہ چودہ کے چودہ پاک نفوس ضلالت وجہالت کی تاریک اور بھیانک راتوں میں دینِ خدا کی روشنی پھیلائیں گے۔ اور عوام الناس کو گھٹا ٹوپ اندھیارے سے نکال کر نورِ الٰہی یعنی قرآن اور اسلام سے روشناس کرائیں گے۔

بہرکیف حضرت سلیمانؑ نے غزل الغزلات میں اپنے محبوب دوست خاتم الانبیاء اور امیرالمومنینؑ وحسنینؑ علیہم السلام کی جو مدح وثنا بیان کی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اور ہر مسلمان کو دعوتِ فکر ونظر دیتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ !!

قارئین "معارف" کہتے ہوں گے، موضوع تھا "ایلیا" اور ثابت یہ کرنا تھا کہ مذاہب وادیانِ عالم میں "ایلیا" یا "ایلی" کا اسمِ مبارک کبھی نہ کسی صورت میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ مگر تذکرہ چھیڑ دیا سلیمانؑ کی غزل الغزلات کا۔ سو التماس ہے کہ اس تذکرہ کے بغیر مضمون زیبِ عنوان منازلِ تکمیل طے نہ کر سکتا تھا ـــــ آئیے ہم

پھر ایلیا اور ایلی کی زیارت کریں۔

۱۹۱۶ء کی بات ہے، پہلی جنگِ عظیم کا خوفناک شباب خداتعالیٰ کے قہر وعذاب کے بھیس میں دنیا والوں پر قیامت ڈھا رہا تھا۔ بیت المقدس سے چند میل دور فوجی دستے یلغار کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ کہ "اونترہ" نامی ایک چھوٹے سے گاؤں کے ٹیلے سے اندھیری رات میں عجیب سی چمک نکلتی دکھائی دی۔ ایک فوجی دستہ جو اس کے قریب سے گزر رہا تھا، یہ نرالی قسم کی چمک دیکھ کر ٹھہر گیا۔ چند سپاہی اس روشنی کی طرف بڑھے۔ جب وہ نزدیک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خاک وسنگ کا ایک تودہ امتدادِ زمانہ سے شق ہو چکا ہے۔ اور اس کی دراڑوں سے حیرتناک روشنی نکل کر ہر راہ گیر کو مشتاقِ نظارہ بنا رہی ہے۔ سپاہیوں نے اسی مقام کو کھودنا شروع کر دیا۔ تو چار گز کی گہرائی میں چاندی کی ایک مرصع لوح نظر آئی۔ جس سے روشنی کی سفید شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر تحیّر واستعجاب میں مبتلا کر رہی ہیں۔ انہوں نے اس نقرئی لوح کو، جو پون گز لمبی نصف گز چوڑی تھی۔ باہر نکالا تو روشن شعاعوں کا اخراج بند ہو گیا۔ انقطاعِ نور کے اس واقعہ نے متحیّر انسانوں کو اور بھی انگلیاں چبانے پر مجبور کر دیا۔ ایک طرف بیش قیمت لوح کے حصول پر وہ شاداں وفرحاں بھی دکھائی دیتے تھے۔ دوسری طرف اس کی روشنی یکایک منقطع ہو جانے سے خوف ودہشت بھی مسلط تھا۔ آخر وہ لوح کو لے کر اپنے افسرِ اعلیٰ کے پاس پہنچے۔ یہ انگریزی فوجی افسر میجر اے۔ این گرینڈل تھا۔ اس نے ٹارچ کی روشنی میں لوح کو دیکھا تو وہ مبہوت رہ گیا۔ اس کا حاشیہ گراں بہا جواہرات سے مرصع تھا اور درمیان میں طلائی حروف تھے۔ جو کسی قدیم اجنبی زبان کے معلوم ہوتے تھے۔ میجر کو حروف کی شناخت تو نہ ہو سکی لیکن اس کو یہ علم ضرور ہو گیا کہ یہ لوح کوئی

معمولی چیز نہیں، اپنے اندر کوئی بہت بڑی فضیلت و اہمیت اور تقدیس و تحریم رکھتی ہے۔

میجر گرینڈل کی سعی و وساطت سے لوحِ موصوف، دست بدست منزلیں کاٹتی ہوئی پایاں کار افسر انچارج افواج برطانیہ لفٹیننٹ جنرل ڈی۔ او۔ گلیڈسٹون کے ہاتھ میں پہنچی۔ جس نے اس کو برطانیہ ماہرین آثار قدیمہ کے سپرد کر دیا۔

جنگِ عظیم کے خاتمہ پر ۱۹۱۸ء میں اس لوح سے متعلق تحقیق و تدقیق کا آغاز یوں کیا گیا کہ السنۂ قدیمہ کے ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں برطانیہ، امریکہ، فرانس اور بعض دوسرے یورپی ممالک کے Experts of old Languages نے شمولیت کی۔

کئی ماہ کی دیدہ ریزی، دماغ سوزی، کاوشِ شدیدہ اور محنتِ شاقہ کے بعد آخر یہ راز کھلا کہ یہ ایک مقدس لوح ہے۔ جو لوحِ سلیمانی کہلاتی ہے۔ اور اس پر جو الفاظ منقش ہیں وہ قدیم عبرانی زبان کے "جوزبور اور غزل الغزلات میں استعمال ہوئی تھی" ہیں۔

۲۱

ماہرین کی ساعی بار آور ہوئیں اور ۲۰ جنوری ۱۹۲۰ء کی صبح کو وہ اس صدیوں کے سرِ مکنون اور رازِ مکتوم کو منکشف کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

لوحِ مقدس کے اصل الفاظ مع ترجمہ یہ ہیں:۔

(دائیں سے بائیں پڑھئے)

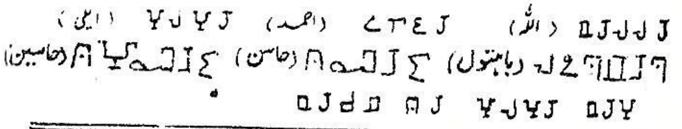

یاہ　ایلی　الصطاہ　(یا علیؑ! میری مدد کیجیو)

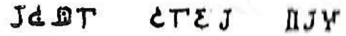

یاہ　احمد　مقضا　(یا احمدؐ پہنچو)

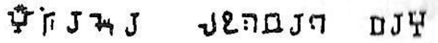

یاہ　باھتول　اکاشئ　(یا بتولؑ نگاہ رکھو)

یاہ　حسن　اضومظم　(یا حسنؑ کرم فرماؤ)

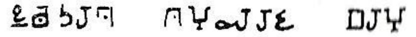

یاہ　حاسین　بادفو　(یا حسینؑ خوشی بخشو)

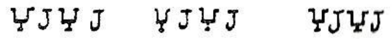

ایلی　ایلی　ایلی　(یا علیؑ - یا علیؑ - یا علیؑ)

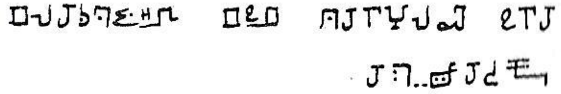

اموسلیمان صوہ عشخب زالھلا داقتا (یہ سلیمانؑ انہی پانچوں سے فریاد کر رہا ہے)

بذت اللہ　کم　ایلی　(اور اللہ کی قوت علیؑ ہے)

نوٹ: دوسری زبانوں کی طرح عبرانی میں بھی ہر زمانہ میں تبدیلیاں ہوتی رہیں اور اس کے حروف میں

باقی اگلے صفحہ پر

لوجناب! چاندی کی لوح کے الفاظ کا محقق ہونا اور ماہرین کی تحقیقات کا پایۂ تکمیل کو پہنچنا تھا کہ احمدؐ، علیؑ، بتولؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے اسمائے مبارکہ پڑھ کر ارکانِ کمیٹی کی آنکھیں کھل گئیں۔ ایک نے دوسرے کو دیکھا اور دوسرے نے تیسرے کی طرف چشمِ حیرت پھیری اور فیصلہ یہ ہوا کہ اس پاک لوح کو برٹش امپیریل میوزیم (شاہی عجائب خانہ برطانیہ)

ردّ و بدل کیا جاتا رہا ہے حضرت سلیمان کے دور کی جس عبرانی عبارت کو بیان کردہ نقرئی لوح مقدس سے لیا گیا ہے اس کے حروف تہجی بقول محققین السنہ قدیمہ مندرجہ ذیل ہیں :-

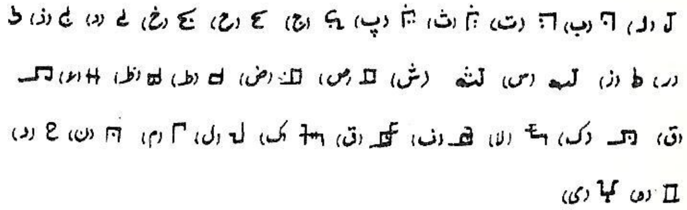

لیکن مروجہ عبرانی کے حروف ابجد بائیں سے دائیں کو لکھے جاتے ہیں :- جن کے اشکال یہ ہیں۔

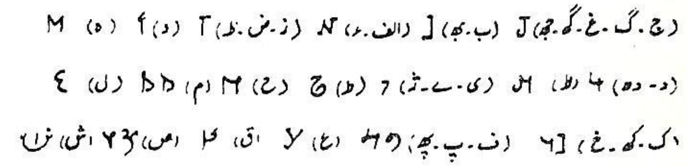

ملاحظہ ہو :-

(۱) دی بک آف لینگوایجز مصنفہ ماسل واد صفحہ ۸۹

(۲) تاریخ السنہ مطبوعہ دمشق مصنفہ عامر صـ۲۱

(۳) اللسان قاہرہ صـ۵۳

کی زینت بنایا جائے۔ لیکن جونہی انگلستان کے اسقفِ اعظم لاٹ پادری (Lord Bishop) کے پردۂ گوش سے یہ خبر ٹکرائی اور اس کی تحقیقات کی تفصیل معلوم ہوئی تو اس کے پاؤں تلے کی زمین سرک گئی اور یکم مارچ ۱۹۲۴ء کو ایک خفیہ حکمنامہ تحریر کیا جس کا ملخص یہ ہے کہ اگر اس لوح کو کسی میوزیم یا کسی ایسے مقام پر رکھا گیا جہاں عوام و خواص کی آمد و رفت رہتی ہے تو مسیحیت کی بنیادیں متزلزل ہو جائینگی۔ اور عیسائیت کا جنازہ خود عیسائیوں کے کندھوں پر اٹھ جائیگا۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس کو کلیسائے فرنگ کے خفیہ مخصوص کمرہ (Secret Church Room) میں رکھا جائے۔ جہاں اسقف اور اس کے رازداروں کے سوا کسی کی نگاہ ہی نہ پڑ سکے ــــــــ۔ چنانچہ جب سے آج تک یہ لوح اسی مخصوص کمرہ میں پانچ نفوس مطہرہ کا نور پھیلا رہی ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھیئے : (۱) رسالہ تحقیقات عزیمہ مؤلفہ ابوحسن شیرازی صـ۲۱ تا ۲۴

(۲) ونڈرفل سٹوریز آف اسلام مصنفہ کرنل پی بی۔ امپلے۔ لندن صـ۲۴۹

لیکن ــــ کسی دانا نے "دیوار ہم گوش دارد" غلط نہیں کہا ہے۔ جس بات کو اخفا و اکتام کے آہنی پردہ میں لپیٹنے کی کوشش کی جائے وہ کسی نہ کسی ذریعے سے ظاہر ہو کر ہی رہتی ہے۔ دیکھ لیجیئے! لوح موصوف کی تحقیق مکمل ہونے کے بعد جو اسراری گفت و شنید ماہرین و محققین کے درمیان ہوئی، وہ در و دیوار نے سُنی، باغ و بہار نے سُنی، وحش و طیر نے سُنی، باد و آب نے سنی اور ہوتے ہوتے نسیم سحر اور شمیم گلشن کی طرح متعدد افراد تک پہنچ گئی۔ اس لئے ــــــ اور اس لئے کہ کسی کی طاقت نہیں کہ وہ محمدؐ اور علیؑ کے روحانی نور کو پھیلنے سے روکے۔ کسی کی مجال نہیں کہ وہ نفوسِ قدسیہ خمسہ کے روشن چراغوں کو کفر کی پھونکوں سے بجھا سکے۔

يُرِيْدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (قرآن)

ہاں تو لیجئے ! اس وقت لوگوں میں اس لوحِ مقدس کی نسبت جو چہ میگویاں شروع ہوئیں اس کا ایک ہلکا سا نمونہ دیکھئے۔

ٹامس: ارے ولیم ! تم نے وہ چاندی کی تختی والی خبر سُنی ؟

ولیم : جی ہاں سُنی اور حیرت و استعجاب سے انگلیاں چبا کر سُنی

ٹامس : پھر تم نے کیا رائے قائم کی ؟

ولیم : یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے ٹامس ! ہمارے مذہبی راہنماؤں کی رائے کچھ بھی ہو ، مگر میں تو ....

ٹامس : ہاں ہاں کہو ! تم رک کیوں گئے ، ہر شخص کو ضمیر کی آزادی حاصل ہے ۔ اور پھر یہ کوئی باغیانہ سیاسی معاملہ تھوڑا ہی ہے کہ باز پرس یا گرفتاری کا خوف ہو ۔ ہاں بولو اور بے تکلف بولو !

ولیم : بھئی ٹامس ! میرا ضمیر تو یہ کہتا ہے کہ اسلام سچا دین ہے اور آخر وہی غالب آئیگا ۔ ٹامس تم غور کرو کہ پچھلے پیغمبروں نے ہزاروں برس پہلے اس آنیوالے ختم المرسلینؐ اور خدائی طاقت رکھنے والے اقرباء محمدؐ کی نہ صرف خبریں ہی دی ہیں بلکہ ان سے فریادیں بھی کی ہیں ۔ اور امدادیں بھی چاہی ہیں اور ـــــــ بُرا نہ مانو ، تو سچ کہہ دوں کہ ہماری بائیبل میں بھی ایسی بہت سی پیشگوئیاں موجود ہیں جن سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ "محمدؐ" آخری نبی ہیں اور "علیؑ" ان کے نائب ہیں اور ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بے مثال و لازوال اور عجیب و غریب فضائل و مراتب والی ہوگی اور ....

ٹامس : خوب ! بہت خوب !! واقعی درست کہہ رہے ہو ۔ اگر تعصب کی پٹی اتار کر دیکھا جائے تو سابقہ کتب سماوی یعنی زبور ، توریت اور انجیل سے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے ۔ پھر اسلامی تاریخ کو پڑھو اس میں علیؑ اور حسینؑ کی جرأت و شجاعت کے جوہر ہوش ربا کارنامے درج ہیں ۔ ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر خدائی طاقتیں تھیں جو بشری طاقتوں سے بالاتر ہیں ۔

ولیم : یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں ، تاریخی واقعات غلط نہیں ہو سکتے ۔ دنیا نہیں مانتی ، تو نہ مانے ، مگر ذات خدا خود ان کی مدح کر رہی ہے ۔ میں نے بڑی مدت سے سن رکھا ہے کہ قرآن میں محمدؐ رسول اللہ اور ان کے اہلبیتؑ کی بزرگی و تقدیس کے بارے میں بہت کچھ لکھا ۔ اب ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ ہم کونسہ رستہ اختیار کریں ؛ مسیحیت کی لکیر پیٹتے رہیے ۔ یا تلاش حق کے لئے کسی اور میدان میں بھی ہاتھ پاؤں ماروں ۔

ٹامس : بھائی ولیم ! تم مانو یا نہ مانو مگر میں تو مسلمان ہو گیا ۔ آج سے مجھے اسلام کے ان پنجتنؑ پاک کا غلام بے دام سمجھو ، جن کے مقدس نام چاندی کی اس پاک تختی پر مرقوم ہیں ۔

ولیم : تو پھر کیا دیر ہے ؟ چلو کسی اسلامی ملک میں چلیں اور کلمہ پڑھ لیں ۔

ٹامس : اچھا یہ بات ہے ! ـــــــ کیا واقعی !

ولیم : جی ہاں یقین کرو کہ میں تم سے پہلے یقین لا چکا ہوں ۔ مگر ہمیں کسی اسلامی ملک میں جانے کی ضرورت نہیں ۔ ایران کے ایک مجتہد صاحب نیوکیسل آئے

ہوتے ہیں، چلو ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیں !

یہ کہہ کر دونوں خوش نصیب نیوکیسل روانہ ہوگئے اور مولانا حسن مجتبیٰ تہرانی کی خدمت میں پہنچکر دولتِ اسلام سے مالامال ہوئے۔ ٹامس کا نام "فضلِ حسینی" اور ولیم کا نام "کرمِ حسینی" رکھا گیا۔ اس واقعہ کے دو سال بعد ۱۹۲۹ء میں یہ دونوں نیک بخت زیارت بیت اللہ اور زیارت کربلائے معلّٰی سے بھی مشرف ہوئے۔

(ماخوذ از مسلم کرانیکل لنڈن۔ ۴، دسمبر ۱۹۲۶ء۔ رسالہ "الاسلام" دہلی۔ فروری ۱۹۲۷ء)

داؤدؑ کی زبور اور سلیمانؑ کی غزل الغزلات کے قصّے پرانے ہوچکے ہیں اور چاندی کی تختی والی کہانی بھی چالیس بیتالیس برس کی پرانی ہے۔ اس کو چھوڑیئے اور ایک تازہ ترین انکشاف اور جدید ترین تحقیقات کی بات سنئے :-

۱۹۵۱ء کی جولائی میں، روسی ماہرین آثار کی ایک ٹولی وادی قاف میں دیکھ بھال کر رہی اور غالباً کسی نئی کان کی تلاش میں مصروف تھی کہ ایک مقام پر سے اُسے لکڑی کے چند بوسیدہ سے ٹکڑے نظر آئے۔ گروپ آفیسر نے اس جگہ کو کریدنا شروع کیا۔ تو معلوم ہوا کہ بہت سی لکڑیاں سنگلاخ زمین میں دبی ہوئی ہیں۔ ماہرین نے چند سطحی علامات سے اندازہ کیا کہ یہ لکڑیاں کوئی غیر معمولی اور پوشیدہ راز اپنے اندر رکھتی ہے۔ انہوں نے اس مقام کی کھدائی نہایت توجہ سے کرائی۔ بہت سی لکڑیاں اور کچھ دیگر اہم اشیاء برآمد ہوئیں۔ لکڑی کی ایک مستطیل تعویذ نما تختی بھی دستیاب ہوئی۔ مگر ماہرین یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ باقی لکڑیاں تو مرورِ ایام سے بوسیدگی و کہنگی اختیار کرچکی ہیں۔ لیکن چودہ انچ طول اور دس انچ عرض رکھنے والی یہ تختی امتدادی تغیّرات سے محفوظ ہے۔ اور خفیف ارضی اثرات قبول کرنے کے سوا اس میں خستگی پیدا نہیں ہوئی۔ ۱۹۵۲ء کے اخیر میں ماہرین نے اپنی تحقیقات کو

لباس تکمیل پہنا کر یہ انکشاف کیا کہ مذکورہ لکڑی حضرت نوحؑ کی اس معروف کشتی سے تعلق رکھتی ہے جو کوہِ قافؔ کی ایک چوٹی (جودی) پر آکر ٹھہری تھی ـــــــ اور یہ تختی بھی جس پر کسی قدیم ترین زبان میں چند حروف کندہ ہیں۔ اسی کشتی میں لگی ہوئی تھی۔

قارئین کرام! اطمینان رکھئے، تختی کے حروف انشاءاللہ پڑھے جائیں گے اور ان کا مطلب بھی چند لمحوں بعد آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائیگا مگر آپ تھوڑی دیر کیلئے کشتی کی لکڑیوں اور پراسرار تختی کو یہیں چھوڑیئے۔ اور چلئے ذرا نوحؑ کے زمانہ کی طرف !

آٹھ نو سو سال کا پیرِ بزرگ شارعِ عام کے ایک نکڑ پر ایک کشتی بنا رہا ہے ـــــ وہ قوم کو سینکڑوں برس دعوت دیتا رہا۔ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ لوگو! میں تمہیں ڈرانے اور آخرت کا خوف دلانے آیا ہوں اَنِ اعْبُدُوْا وَاتَّقُوْہُ پس اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس سے ڈر کر پرہیزگار بن جاؤ۔ لیکن سنگدل قوم ذرا نہ پسیجی اور خدائی پیغام و خدائی وعید کا کوئی اثر قبول کرنے کے بجائے الٹا تمسخر کرتی اور طرح طرح کے ظلم توڑتی رہی۔ آخر تنگ آکر پیرِ بزرگ نے رَبِّ لَاتَذَرْ کے مہیب الفاظ میں بددعا کی کہ الٰہی ایسا طوفان نازل کر اور ایسے سیلاب کو عذابِ مہین کا جامہ پہنا کہ ان کافروں میں سے ایک بھی بچ کر نہ نکل سکے۔

ہاں! یہی ہے نوحؑ، جو بڑی تیزی سے کشتی بنانے میں مصروف ہے۔ وہ کبھی

۵ہ جدید ماہرینِ آثارِ قدیمہ، مؤرخین و محققین نے بدلائل واضح کیا ہے کہ مشہور تصوّراتی "پرستان" والا کوہِ قاف روس میں واقع ہے اور اسی کا ایک بلند ترین حصّہ جودی پہاڑ کہلاتا ہے۔ اس کی تفصیل متعدد کتب تواریخ میں مذکور ہے۔ (محمود گیلانی)

تختیاں جوڑتا ہے۔ کبھی میخیں لگاتا ہے۔ کبھی آہ و زاری بھی کرتا ہے اور آنسو پونچھتے ہوئے کچھ پڑھتا بھی جاتا ہے۔ ذرا کان لگا کر سنئے کہ کیا کہہ رہا ہے وہ[1]

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ بِرَحْمَتِكَ	خداوندا! اپنی رحمت سے مجھے محفوظ رکھ۔
اَللّٰهُمَّ نَجِّنِيْ وَعَافِنِيْ	الٰہی! مجھے نجات دے اور عافیت بخش۔
اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ	اے اللہ! میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔
بِوَسِيْلَةِ نَبِيِّكَ الْاٰخِرِ	اپنے آخری نبیؐ کے وسیلے سے۔
بِوَسِيْلَةِ اِمَامِكَ الْاَوَّلِ	اپنے پہلے امام کے وسیلے سے۔
اِسْمُهُ الْاَعْظَمُ اِيْلِيَا	جس کا بزرگ نام ایلیا ہے۔
بِوَسِيْلَةِ سَيِّدَةِ الْعَالَمِيْنَ	اور دونوں جہان کی سردار کے وسیلے سے۔
بِوَسِيْلَةِ الشَّهِيْدَيْنِ	دونوں شہیدوں کے وسیلے سے
بِوَسِيْلَةِ صَبِيِّ الْمَعْصُوْمِ	اس معصوم بچے کے وسیلے سے جس کی گردن تیر سے
تَجْرَحُ عُنُقَهٗ بِالرُّمْحِ	زخمی کی جائے گی۔
بِوَسِيْلَةِ مُطَهَّرَةٍ لَا ثَوْبَ لَهَا لِبَاسُهَا	اس پاک بی بی کے وسیلہ سے جس کے سر پر کوئی کپڑا نہ رہیگا۔
بِوَسِيْلَةِ جَمِيْعِ مَعْصُوْمِيْنَ الْمَظْلُوْمِيْنَ الْمُقَدَّسِيْنَ	تمام معصوموں اور مظلوموں اور پاک ہستیوں کے وسیلے سے

[1] مراۃ الدقیق فی تحقیق العتیق مؤلفہ ابن سراج العصفانی مطبوعہ بغداد۔ کتاب العجائب مصنفہ عبدالبر سقرائی العراقی۔ نوادر التحقیق مؤلفہ محمد تدبیر الکلوسی۔ الاعجاز الانبیاء مصنفہ سرمدی مطبوعہ ایران کتاب الآثار القدیمہ مصنفہ ابوالفتح زنجانی۔ اخبار الآثار مطبوعہ مصر۔ سیرۃ المرسلین مؤلفہ محمد کبیر خاں شیرازی!

وہ جس درد و تضرع سے دعا مانگ رہا ہے اور جس غم و الم سے فریاد کر رہا ہے، اس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی، پڑھتا ہے اور روتا ہے، روتا ہے اور پڑھتا ہے۔ ہاں! وہ کشتی بنا رہا ہے۔ لوگ اس کے قریب سے گزرتے ہیں۔ اسے کشتی بناتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس پر آوازے کستے ہوئے کہتے ہیں:-

ہونہہ! دیکھو نا اس بڈھے کھوسٹ کو۔ زیادہ عمر پانے سے شاید عقل ماری گئی ہے اس کی، کہ سودائیوں کی طرح چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ لوگو! توبہ کرو، بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ ورنہ طوفان آنے والا ہے اور سیلاب تمہیں غرق کر دے گا۔ اُف کتنا جھوٹ ہے۔ بارہ برس ہو گئے۔ آسمان پر بدلی تک نہیں دیکھی۔ زمین بارش کے ایک ایک قطرے کو ترس رہی ہے اور یہ کہتا ہے کہ سیلاب آئے گا۔ طوفان آئیگا اور خلقت تباہ ہو جائے گی۔ ہے نا سفید جھوٹ ــــــ اور نوحؑ اپنے کام میں مگن، اپنی دعاؤں میں مصروف کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

ایک مکان میں تنور جل رہا ہے، عورتیں روٹیاں لگا رہی ہیں۔ وہ روٹیاں پکاتی جاتی ہیں اور نوحؑ کی کہانیاں چھیڑتی جاتی ہیں۔ اری بہن کیا ہو گیا اس بڈھے کے دماغ کو کہ لوگوں کو بت پرستی سے روکتا ہے اور یہ ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے کہ ایک خدا کو پوجو ورنہ غرق ہو جاؤ گے۔ تو کیا ہم اس کے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔ اپنے ود[1] و یعوق۔ نسر و آساف کو توڑ دیں

[1] پرانے بتوں کے نام۔ کافر و مشرک اقوام ان کی پوجا کرتی تھیں۔ قرآن کریم میں ان کا تفصیل حال مذکور ہے (محمود گیلانی)

شیطان کی بیٹیوں نے نوحؑ کی خوب نقلیں اتاریں۔ اور منہ بنا بنا کر زور زور سے قہقہے لگائے

قہقہوں کی گونج ابھی مدھم نہیں ہوئی تھی کہ جلتا ہوا تنور زور سے پھٹا اور پانی کا ایک دھارا شدت سے پھوٹ کر بہنے لگا۔ حق کی غیرت جوش میں آئی۔ سیلاب نے دنیا اپنی پیٹ میں لے رہا تھا۔ مخلوق ڈوبتی جا رہی تھی ـــــ اور نوحؑ ـــــ یَا رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ یَا مُحَمَّدُ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ۔ یَا عَلِیُّ اِمَامُ الدَّارَیْنِ، کہہ کہہ کر کشتی میں اپنے رفقائے خاص کے ساتھ سوار ہوئے۔

کشتی تیر رہی تھی اور پانی کے تھپیڑے بلند ہو ہو کر گناہوں کی دنیا اور اس کی پرمعاصی مخلوق کی غرقابی کا تماشا دیکھ رہے تھے ـــــ کہ اہلبیت کا مسئلہ سامنے آگیا۔

خدائے عادل نے اپنے نوحؑ نبی سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیرے اہل کو بچاؤنگا۔

ایک مقام پر کوئی انسانی سر پانی سے ابھرا اور دردناک چیخ کے ساتھ آواز آئی۔ اباجان مجھے بچا لیجیئے۔ شفقت پدری غالب آئی۔ نوحؑ نے بیٹے کا بازو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ حکم الٰہی نے وہیں کا وہیں روک دیا۔ یہ کہہ کر کہ اے نوحؑ! خبردار اسے مت پکڑ۔ یہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ کمبخت عمر بھر تیری تکفیر و تکذیب کرتا رہا اور تجھ سے اور تیرے رفیقوں سے دشمنی رکھتا رہا۔ اب کہتا ہے مجھے بچالو ـــــ دیکھ! تیرے اہل وہ اور صرف وہ ہیں جو کشتی میں تیرے ساتھ ہیں اور جو ابتدا سے ہی تیرے تربیت یافتہ اور سچے اطاعت گذار چلے آرہے ہیں"۔

محمد رسول اللہ کے اہلبیت کی شان و منصب سے بیگانہ لوگ کہا کرتے ہیں، کہ فلاں اور فلاں بھی تو رسولؐ کے تعلقدار تھے۔ قریبی رشتہ دار تھے۔ پھر انہیں کیوں

اہلبیت نبوی میں شامل نہیں کیا جاتا اور کیوں ان کے نام اغیار کی فہرست میں درج کئے جاتے ہیں؟ اس اعتراض کا جواب خود معترضین کو سوچنا چاہیئے کہ رسولؐ کے "ذوی القربیٰ" بننے کے لئے ایک شرط یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا بھی تو تھی۔ جو نجرانی مباہلہ میں پوری ہو چکی اور جس جس کو اہلبیت میں شریک ہونا تھا، وہ اس وقت شامل ہو چکا۔ پھر گنجائش کہاں رہی کہ زید، عمر، بکر وغیرہ کو بھی زبردستی "اہلبیت" میں سمجھ لیا جائے۔

ہاں پیغمبر اعظمؐ نے یہ ضرور فرمایا کہ مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ النُّوْحِ وَمَنْ دَخَلَھَا نَجٰی میرے اہلبیتؑ کی مثال کشتیٔ نوح کے مانند ہے کہ جو اس میں داخل ہوا اور کما حقہٗ اطاعت کی، وہ نجات پا گیا۔

نوحؑ کی کشتی عالم عصیان و طغیان اور اس کی عبرتناک سزایابیوں کے مناظر دیکھتی ہوئی بالآخر وقت معینہ میں مقام مخصوصہ پہ پہنچی، اللہ کا نبی اپنے ساتھیوں سمیت کشتی سے اترا۔ اس نے تشکر و امتنان کے طور پر نفل ادا کئے اور حمد و ثنا کہتا ہوا یوں لب کشا ہوا۔

اِلٰہِیْ اَحَامِدُ اللّٰھُمَّ لَاتَعَدْ	الٰہی! میں تیری بے حساب تعریف کرتا ہوں۔
اِلٰہِیْ اَشْرَکُ رَبِّیْ لَاعَدَدَ	پروردگار! تیرا بے شمار شکر ہے۔
اَحْفَظْتَنِیْ بِعَذَابِ الْاَشَدْ	تو نے مجھے سخت عذاب سے بچایا۔
وَالشُّکْرُ لِرَسُوْلِکَ الْاَحْمَدْ	اور تیرے رسولؐ احمدؐ کا بھی شکرگذار ہوں
وَالْاِیْلِیَاءُ مَنِ اسْتَمْدَدْ	اور اس ایلیا کا بھی شکریہ جس نے مدد فرمائی۔
مَنْ فِیْ بَیْتِکَ تَوَلَّدْ	وہی ایلیا جو تیرے گھر میں جنم لے گا۔
وَبِنْتِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدْ	اور تیرے نبی محمدؐ کی بیٹی کا بھی شکریہ۔

وَ اَبْنَاهُمَا مِنْ اَمَدَّ[1] اور اسکے دونوں بیٹوں کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے میری امداد کی۔

اس واقعہ کو سینکڑوں نہیں، ہزاروں برس بیت گئے۔ کسی کو یاد بھی نہیں رہا کہ نوحؑ کی کشتی کہاں ٹھہری تھی! قاف کہاں ہے! اور جودی کہاں ہے؟ ——— مگر وہ قادر قدیر جس نے اپنے محبوب کو وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی بشارت دے کر اہلِ عالم کو آگاہ کر دیا ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا اسمِ معظم ہمیشہ بلند ہوتا رہے گا۔ اور اس کا ذکرِ اقدس کسی نہ کسی صورت میں زبانوں پر آتا رہے گا۔ اسی مسبّب الاسباب نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ نفوسِ قدسیہ کے اسمائے گرامی ایک دفعہ پھر اپنے اعجاز و کرامات اور اپنے رفعت و علویت کے ساتھ ابھریں اور اسی ملک میں ابھریں جو ہستی باری تعالیٰ کا منکر ہے۔ ان زبانوں پر ان کا ذکرِ پاک جو اپنے خالق کا نام لینے سے بھی عاری ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ؛

ہاں! تو یہ بات چل رہی تھی۔ روس کے تازہ ترین تحقیقات اور جدید ترین انکشاف کی۔ سو اس تفصیل کا اجمال یہ ہے کہ جب یہ تحقیق ہو چکی کہ قاف سے برآمد ہونے والی لکڑیاں واقعی کشتی نوحؑ کی ہیں، تو اب یہ امر تشنہ تدقیق رہ گیا، کہ پُراسرار چوبی تختی اور اس پر لکھے ہوئے حروف کی کیا حقیقت ہے؟

روس کی سوویت حکومت کے زیرِ اہتمام اس کے ریسرچنگ ڈیپارٹمنٹ نے مذکورہ

---

[1] منقول از جواہر الادعیہ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۸۹۹ء۔ تاریخ عالم از ستجاد یزدانی مطبوعہ بمبئی ۱۹۱۳ء۔

تختی کی تحقیق کے لئے ماہرینِ آثار کا ایک بورڈ قائم کیا جس نے ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء میں اپنا کام شروع کر دیا۔ اس بورڈ کے اراکین مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ سولے لوف پروفیسر ماسکو یونیورسٹی شعبہ لسانیات

۲۔ ایفاہان خینو۔ ماہر السنہ قدیمہ۔ لولوہان کالج۔ چائنا۔

۳۔ میشانن۔ لو۔ فارننگ افسر اعلیٰ آثار قدیمہ۔

۴۔ تانمول گورف۔ استاد لسانیات۔ کیفزو کالج۔

۵۔ ڈی راکن۔ ماہر آثار قدیمہ۔ پروفیسر لائینن انسٹی ٹیوٹ۔

۶۔ ایم احمد۔ کولاڈ۔ ناظم زنکو من ریسرچ ایسوسی ایشن۔

۷۔ میجر کولٹوف۔ نگران دفتر تحقیقات متعلقہ اسٹالین کالج

چنانچہ ساتوں ماہرین نے اپنی تحقیقات پر پورے آٹھ مہینے صرف کرنے کے بعد پراسرار تختی سے متعلق یہ انکشاف کیا کہ جس لکڑی سے نوحؑ کی کشتی تیار ہوئی تھی اسی لکڑی سے یہ تختی بھی بنائی گئی ہے اور نوحؑ نے اس کو اپنی کشتی میں تبرک و تقدس کے طور پر حصولِ امن و عافیت اور ازدیادِ برکت و رحمت کے لئے لگایا تھا۔

موصوف تختی کے درمیان ایک پنجہ نما تصویر ہے جس پر قدیم سامانی زبان[1] میں ایک مختصر سی عبارت اور کچھ متبرک نام مرقوم ہیں جن کی شکل و صورت یہ ہے۔

---

[1] زمانہ نوح میں اور اس کے بعد کے چند ازمنہ میں جو زبانیں رائج تھیں انکو سامی یا سامانی زبانیں کہا جاتا ہے۔ چنانچہ عبرانی، سریانی، قبہانی، قبطی، عربی وغیرہ سامانی کی ہی شاخیں ہیں جناب آدمِ ثانی نوح علیہ السلام کی اولادیں اور ان کے رفقاء کی نسلیں، جہاں جہاں آباد ہوئیں وہاں

دائیں سے بائیں :-

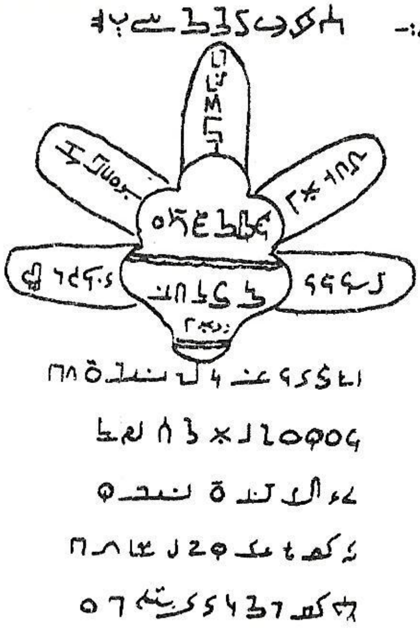

نئی زبانوں نے معمولی تصرّف وتخلف کے ساتھ نیا روپ دھارا اور ترقی کرتے کرتے کہیں سے کہیں پہنچ گئیں۔ مؤرخین اور محققین نے یہاں تک دریافت کیا ہے کہ ترکی، ایرانی ژندی، پاژندی اور سنسکرت وغیرہ بھی سامانی سے ہی ممزوج ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ عربی اور سنسکرت کو قدیم ترین زبانیں ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور ادھر برطانوی ماہرین انگریزی کو زبانوں کی ماں HEAD OF THE LANGUAGES کہہ رہے ہیں۔ بہرکیف قدیم سامانی اکثر زبانوں کا منبع ومصدر رہی۔ اور اس کا رسم الخط ہر عہد میں تبدیل ہو کر عجیب وغریب شکلیں اختیار کرتا رہا۔ (حکیم سید محمد مسعود گیلانی) ←

روسی ماہرین نے ان حروف کو آٹھ ماہ کی مغزماری اور دماغی کاوش سے بمشکل تمام پڑھا اور ان کے تلفظ (ہجے) کو روسی زبان میں یوں منتقل کیا[1]

(اوپر کے حروف)	الفناہ ایلاہسم	AΦFNAT. EEЛÄTAM
(نیچے کے درمیان)	ای قل بیدج	bIKЛΦEAЖ
	فوریک بن	ΦŌPEAQΦH
	زی شاؤ	3Y৭Ü
(نیچے کے دائیں سے بائیں)	محدا	MΦTAMEΔA
	ایلیا	AEЛbIAT
	شبرا	ЧббPA
	شبیرا	ЧббbIPA
	فلم	ΦAbEM
(بائیں حروف)	غیثو مایون فیقو	ГCEŌMAΦÜNAΦECŌ

[1] ماہنامہ TAΦAПEH3ÖΦ (ماسکو) بابت ماہ نومبر ۱۹۵۳ء اخبار " WEEKLY MIRROR" ۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء لندن ـ روزنامہ "الہدیٰ" قاہرہ ۲۱ مارچ ۱۹۵۴ء ۔

[2] روسی رسم الخط کے قریباً ۱۲ حروف انگریزی حروف سے جداگانہ ہیں اور وہ یہ ہیں

Ж (J) T (H) bI (I) Л (L) H (N) Φ (B) K (C) Δ (D) Φ (F)

Ō (O) П (P) P (R) b (T) B (V) 3 (Z) Ч (SH) G (S)

AO TCA ДЫMA ЗUHET ابکاسی ناذدنہ

TЛAЛ AЬЬIYOP تلال بی یور

HETЬAPÜBЬITA ZI ہنترو بی ہاش

KÖQAE AEECŌ ЛM کوقاذ یترلم

مسٹر این۔ ایف۔ ماکس ماہر لسنہ قدیمہ برطانیہ (مانچسٹر انگلینڈ) نے مندرجہ ذیل الفاظ کا انگریزی[1] میں ترجمہ یوں کیا ہے :-

O my God my Helper اے میرے خدا میرے مددگار!

Keep my hands with mercy اپنے رحم وکرم سے میرا ہاتھ پکڑ

And with your Holy Bodies اور اپنے مقدس نفوس کے طفیل

Muhammad محمدؐ

Alia ایلیاؑ

Shabbar شبرؑ

Shabbir شبیرؑ

Fatima فاطمہؑ

They are all Biggests and یہ تمام عظیم ترین اور

Honourables واجب الاحترام ہیں۔

The world established for تمام دنیا ان ہی کیلئے قائم کی

[1] ماہنامہ "اسٹار بری ٹینیا" ماہ جنوری ۱۹۵۴ء مطبوعہ لندن، اخبار "سن لائٹ" مانچسٹر ۲۳ جنوری ۱۹۵۴ء۔ اخبار ویکلی "مرر" لندن یکم فروری ۱۹۵۴ء۔

Them گئی ہے۔

Help me by Thier names ان کے نام کی بدولت میری مدد کر

You can reform to Right تو ہی سیدھے رستہ کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔

القصہ جس وقت یہ عبارت منظر عام پر آئی تو ملاحدہ و زنادقہ اور کفار و منکرین کی آنکھیں کھل گئیں اور انہیں شدید حیرت میں مبتلا اس بات نے کیا کہ کشتی کی تمام لکڑیاں خوردہ و بوسیدہ حالت میں برآمد ہوئیں۔ مگر نفوسِ قدسیہ خمسہ کے اسمائے پاک والی یہ تختی ہزارہا سال گزرنے پر بھی بالکل محفوظ رہی اور تغیرات ازمنہ اس کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ یہ تختی روس کے مرکز آثار و تحقیقات (ماسکو) میں حفاظت سے رکھی ہوئی ہے۔

مہاتما بدھ کا نام نامی محتاج تعارف نہیں۔ وہ ایک والئ ریاست کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کی ابتدائی زندگی اور پھر ان کی مہاتمائی وغیرہ سے متعلق کتب تواریخ میں مختلف روایات ملتی ہیں جنہیں مشہور عام قصہ یہ ہے کہ جوتشیوں نے ان کے والد سے کہدیا تھا کہ راجہ! جو لڑکا تمہارے یہاں پیدا ہونے والا ہے وہ شباب کو پہنچنے سے پہلے سادھو اور جوگی بن کر جنگل میں رہائش کرے گا اور راج کاج کو تیاگ کر دنیا سے بے تعلق ہو جائے گا۔ تم اس کو جوان ہونے تک شاہی محلوں میں ہی رکھیو اور اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی محلات میں ہی کیجیو۔ چنانچہ بدھ نے جنم لیا تو نجومیوں کی ہدایات پر عمل کیا گیا۔ محلات میں اس کی تربیت ہوتی رہی اور ان کو ایک قابل ترین اتالیق کی نگرانی میں دے دیا گیا۔

بدھ جی جوان ہوئے تو ان کی شادی بھی کر دی گئی۔ مگر اس بات کی سخت احتیاط رکھی گئی کہ باہر کی ہوا ان کے قریب سے نہ گزرنے پائے۔ اور وہ کوئی بیرونی منظر نہ دیکھ سکیں۔ آخر ایک دن وہ باپ سے اجازت لے کر اپنے استاد کے ساتھ محل سے باہر نکلے۔ تو سب سے پہلے ایک ضعیف العمر آدمی لاٹھی کے سہارے چلتا دکھائی دیا۔ بدھ نے استاد سے پوچھا۔ یہ کون ہے اور اس حالت میں کیوں ہے۔ استاد نے کہا ہر انسان کو بچّے سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہونا پڑتا ہے اور پھر وہ کمزور ہو کر لاٹھی کے سہارے چلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ذرا آگے بڑھے تو ایک بیمار درد و تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ بدھ نے اس کی کیفیت پوچھی تو جواب ملا کہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں بعض مرتبہ بیمار بھی ہونا پڑتا ہے اس سے آگے چلے تو ایک جنازہ نظر آیا جس کے ساتھ لوگ روتے پیٹتے جا رہے تھے۔ بدھ نے اس کا حال دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ ہر آدمی آخر کار اپنی عمر گزار کر مر جائے گا۔ یہ شخص بھی مر چکا ہے اور اب اسے دفن کر دیں گے یا جلا دیں گے۔ پس اس قسم کے چند عبرت انگیز مناظر دیکھ کر بدھ جی نے دنیاوی جاہ و حشم کو خیرباد کہا اور وہیں سے جنگل میں جا کر گیان دھیان میں لگ گئے۔

لیکن مذکورہ واقعات کو اگر حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ ساری داستان خود ساختہ اور بعید از عقل و قیاس معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جناب بدھ ایک فرمانروا کے بیٹے تھے۔ بالفرض اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ان کے عقلمند باپ نے محض نجومیوں کے کہنے پر اپنے نورِ نظر کو طویل "قید تنہائی" دے دی تھی اور ایک سنگین مجرم کی طرح انہیں کالی کوٹھڑی میں بند کر دیا تھا، جب بھی یہ بات فہم و ادراک سے بالاتر ہے کہ کیا اٹھارہ بیس سال کے تعلیمی کورس میں بدھ نے ایک دفعہ بھی بوڑھا ہونے

بیمار پڑنے اور مرنے کا نام نہیں پڑھا یا سنا تھا۔

حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش نہ کی جائے گی تو اصل حالات کو سامنے آتے دیر نہ لگے گی اور مہاتما جی کی روح خود زبان حال سے بول اٹھے گی۔

نہ سنتے تم جو غیروں کی زبانی
بڑی دلچسپ تھی میری کہانی

بدھ جی کے درویش اور فقیر ہونے کا حقیقی واقعہ اگر ہم سنائیں گے تو ممکن ہے کسی کو یقین نہ آئے۔ آپ یہ واقعہ بدھ ودیا کے ایک گیانی شاستری ہی کی زبانی سنیئے! مسٹر ایل کے بھٹناگر ایم۔ اے۔ آئی۔ ای۔ ایس اپنی ایک تصنیف "بودھیا چمتکا"۔ مطبوعہ الکار لیپت کالیہ کانپور ۱۹۲۷ء میں لکھتے ہیں:-

شری مہاتما بدھ جی مہاراج کی اہنسا (अहिंसा) اور جیون رکھشا[1] سادھوتت[2] اور ویدانت[3] اور ان کی من پرکاشیا[4] اور یوگ[5] جوگ اور دوسرے آتمیہ[6] کایا کلپی کتھاؤں[7] کی نیو[8] جو ان کی ودیا[9] اور ان کے شاستروں[10] سے ملتی ہے۔ صرف یہ ہے کہ ایک دن شری پوجیہ[11] پاد مہاتما جی اپنے محل میں سوئے ہوئے تھے کہ یکدم چیخ کر اٹھ بیٹھے۔ ان کے نینوں سے آنسوؤں کی بڑی بڑی لڑیاں لٹک رہی تھیں اور وہ کسی بڑے ہی دکھ اور کلیش[12] میں دکھائی دے رہے تھے۔

---

۱ جانداروں کی حفاظت ۲ فقیری درویشی ۳ اتحادِ مذاہب ۴ روشن ضمیری ۵ محویت۔ عبادت ریاضت ۶ روحانی انقلاب ۷ واقعات قصے کہانیاں ۸ بنیاد ۹ علم و عرفان ۱۰ کتب علم مذہبی ۱۱ قابلِ پرستش ۱۲ رنج و الم۔

ان کی چیخ سن کر ان کا دیدیا[1] منتری بھی چونک کر اٹھ بیٹھا جو ان کے پاس ہی نندیا[2] کر رہا تھا ۔ اس نے بڑے پریم سے تھاپنا دے کر پوچھا ۔ راجکمار جی ! کیا ہوا آپ کو کیا کوئی بھیانک سپنا[3] دیکھا ہے ؟ کیا کسی چیز سے ڈر لگا ہے ؟ مہاتما جی نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا " کچھ نہیں منتری جی ! دیکھا تو سپنا ہے مگر سپنا نہیں ہے کچھ اور ہے ! ہاں ! کچھ اور ہے ۔ منتری نے ان کی سیوا میں بڑی بینتی[4] کی ۔ تب مہاتما جی نے کہا ۔

منتری جی ! تم جانتے ہو کہ میں دھارمک[5] پستکیں بڑے غور سے پڑھتا ہوں ۔ اور دھرموں کے بکھیڑوں کی چھان بین کرتا رہتا ہوں تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں ایشور[6] بھکتی کی بڑی اچھیا[7] رکھتا ہوں ۔ اور بھگوان کے چمتکار دیکھنے کے لئے جنگلوں اور بنوں چلا جاتا ہے اور آج کی کچھ نہ پوچھو ۔

کسی پرم آتما[8] نے مجھے اشیرباد[9] دی ہے کہ تمہاری تپسیا[10] سپھل ہوئی ۔ جاؤ میرے نام کی مالا جپو ۔ جو چاہو گے مل جائے گا ۔ میرا نام آلیا (आलिया) ہے ۔ مجھے ملنا ہو تو میرا مکان پوتر استھان[11] میں پھٹی ہوئی دیوار کے پاس ہے وہاں میں تمہیں ایک بالک[12] کے روپ میں ملوں گا ۔ مگر وہ سمے[13] [illegible] ابھی دور ہے ۔ बालक

---

[1] وزیر تعلیم یا اتالیق اعلیٰ ۔ [2] نیند ۔ سونا ۔ [3] خوفناک خواب ۔ [4] گذارش ۔

[5] مذہبی کتابیں [6] خدا کی پوجا ۔ [7] خواہش ۔ طلب ۔ [8] خدا کا جلوہ یا معجزہ یا نظارہ [9] بہت برگزیدہ ۔ عظیم ہستی ۔ [10] مبارک باد [11] بندگی بارآور ہوئی ۔

[12] مقام مقدس یعنی کعبہ شریف [13] بچہ ۔۔۔۔ انجیل میں بھی جناب علی علیہ السلام کو " بچہ " کہا گیا ہے ۔ لکھا گیا ہے ۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی خدا کی بادشاہی کو بچے کی طرح قبول نہ کرے ۔ وہ اس میں ہرگز داخل نہ ہوگا ۔ (مرقس ۔ باب ۱۰ ۔ آیت ۱۵) [14] وقت زمانہ

حضرات ! غور فرمائیے اور بدھ جی کے خواب پر بار بار نگاہ کیجئے کہ ان کے رویا کا ایک ایک لفظ اپنی ترجمانی آپ کر رہا ہے ۔ مہاتما جی کے پرم آتما نے کتنے صاف اور واضح الفاظ میں اپنا نام اور مقام ظاہر کیا ہے ۔۔۔۔۔ آلیا ۔ یعنی علیؑ جو عبرانی کے ایلیا اور ایلی کے مترادف ہے ۔

پھر اس فقرہ پر توجہ کیجئے ۔۔۔۔۔ مجھے ملنا ہو ، تو میرا مکان پوتر استھان میں پھٹی دیوار کے پاس ہے ۔ وہاں میں تمہیں ایک بالک کے روپ میں ملوں گا ۔

فرض کیجئے کہ پوتر استھان (پاک جگہ) اور بھی ہو سکتی ہے لیکن اس کی نشانی یہ بتائی ہے کہ اس (کعبہ) کی دیوار پھٹے گی اور میں وہاں بالک کے روپ میں یعنی ایک بچے کی صورت میں ملوں گا ۔ کیسے صریح لفظوں میں حرم کے اندر ولادت پانے کا اظہار فرمایا گیا :

؎ اب بھی گماں اگر ہو تو اس کا ہے کیا علاج

علاوہ بریں اپنا نام اور مقام بتانے کے ساتھ ہی ساتھ بدھ کو اپنے عظیم الشان مرتبہ سے بھی روشناس کرا دیا ہے اور ہدایت فرمائی ہے کہ ۔۔۔۔۔ " میرے نام کی مالا جپو ، جو چاہو گے مل جائے گا ۔

علیؑ سے عقیدت اور تولا رکھنے والا کون نہیں جانتا کہ آپ ہر دکھ کی دوا اور ہر مشکل میں حاجت روا ہیں ۔ اگر خلوص ولا سے حضورؑ کا دامن پکڑا جائے تو انشاء اللہ بلا تاخیر مشکل کشائی ہوتی ہے ۔ اور مانگنے والے کو درِ علیؑ سے سب کچھ ملتا ہے ۔

بدھ جی نے اپنا خواب ابھی پوری طرح بیان نہیں کیا ہے ۔ آگے چل کر وہ اپنے سپنے کا باقی حصہ یوں سناتے ہیں :-

"منتری ! یہ کہہ کر اس نے ایک چمکتی ہوئی تلوار نکالی اور گرجدار آواز میں کہا 'دیکھ ! میں سنگھ[1] ہوں ۔ مجھے پرمیشور[2] نے سنگھ بنا کر بھیجا ہے ۔ جا سنسار کو پاپوں پرادھوں[3] سے روک ، من[4] کے روگ ہٹا ، ہر دے[4] کو ستھرا کر ، پرالبدھ[5] ٹھیک ہو جائے گی ۔ میرے مہاراج[6] آنے والے ہیں ' ان کا کہنا مان اور میرے مہاراج کے مہاراج کا بھی ۔

دیکھ ! میں تجھے اپنا گولا[7] اور چیلا[8] بنا کر اس ملک کی شودھنا[9] کے لئے بھیجتا ہوں دھوکا نہ کھانا ۔ جا ! کبھی کشٹ[10] کٹھن آجائے تو میرا نام جپنا ۔ میں پہنچ جاؤں گا ۔"

بدھ جی کے خواب کا یہ حصہ اور بھی قابلِ غور ہے ۔ جناب آلیا (ایلی) ان کو اپنی تلوار (ذوالفقار) دکھا رہے ہیں اور پھر اپنا خطاب یا لقب بھی بتا دیا :-

"پرمیشور نے مجھے سنگھ بنا کر بھیجا ہے"

یہ اسد اللہ الغالب یا شیرِ خدا کے ہم پلہ و ہم معنی الفاظ ہیں ۔ لیعنی میں خدا کا شیر بن کر آیا ہوں ۔ کوئی بتائے کہ علیؑ کے سوا کون شیرِ خدا کہلایا ۔ آدم سے لے کر آج تک کی تاریخ انشاء اللہ نفی میں سر ہلائے گی ۔

اس سے اگلا فقرہ ملاحظہ فرمائیے :-

---

[1] شیر [2] خدا [3] جرموں اور گناہوں [4] دل

[5] قسمت ، نصیب [6] سب سے بڑا راجہ شہنشاہ [7] غلام [8] مرید

[9] تصفیہ و تزکیہ نفس [10] مشکل ، نصیب

"میرے مہاراج آنیوالے ہیں ' ان کا کہنا مان اور میرے مہاراج کے مہاراج کا بھی ۔"

اس فقرہ میں جناب ایلیا علیہ السلام نے بدھ کو حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کا مژدہ سنایا ہے اور کہا ہے کہ ان کا ظہور کسی وقت ہونے والا ہے ۔ وہ تمام بادشاہوں کے بادشاہ ہوں گے ۔ ان کا پاک تعلیم پر چلنا پڑے گا ۔ اور ان کے "مہاراج" لیعنی خداوند قدوس کے احکام پر سر جھکانا ہوگا ۔ (اس کی تفصیل آپ کو اگلی سطور میں ملیں گی)

ذرا اس سے آگے اور بڑھیئے ۔ حضرت ایلیا علیہ السلام مہاتما بدھ سے فرماتے ہیں ۔ میں تجھے اپنا "گولا" اور "چیلا" بنا کر اس ملک کی شودھنا کے لئے بھیجتا ہوں دھوکا نہ کھانا" لیعنی میں نے تجھے اپنا غلام اور مرید بنا کر اس ملک کے تصفیہ اور تزکیہ کے لئے مقرر کیا ہے اور خبردار کیا ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی اور شخص "ایلیا" بن کر تمہیں دھوکا دے جائے ۔ میرے اصلی اور حقیقی رنگ میں تمہارے سامنے آنے کی علامت یہ اور صرف یہ ہوگی کہ جب بھی کسی مشکل مصیبت میں یاد کرو گے تمہاری مدد کو فوراً آ پہنچ جاؤں گا ۔

ایک اور لطیف نکتہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ مہاتما بدھ کو اکثر "ساکی منی" بھی کہا جاتا ہے ۔ لفظ "ساکی" کے معنی بھارت کی قدیم زبانیں سنسکرت ، ہندی ، بھاشا ، ناگری ، شاکھا ، مرہٹی ، مدراسی ، گجراتی اور بنگالی وغیرہ کچھ ہی کریں مگر ہم تو یہی سمجھیں گے کہ مذکورہ زبانیں چونکہ قاف قُرَشَت سے محروم ہیں ۔ اس لئے وہ اس کی بجائے کاف کَلَمَن استعمال کر کے "ساقی" کو "ساکی" لکھتی ہیں ۔ پس جناب بدھ

بُدھ کے لئے اس سے زیادہ مصیبت اور کیا ہو سکتی تھی ؟ باوجودیکہ وہ دنیادی تعلقات سے الگ ہو گئے تھے اور عالم کون و فساد کی ہر شے کو تیاگ کر بن میں جوت [illegible] اور اولکھ جگائے مالکِ حقیقی کی یاد میں محو رہتے تھے مگر شدید مخالفت اور [illegible] عداوت سے انہیں دوچار ہونا پڑا۔ اس وقت انہوں نے دعا فرمائی۔

"اے پیاروں کے پیارے ! اے آیا [illegible] پر غالب آنے والے[1] ۔ اپنا جلوہ دکھا۔ میری دستگیری کر۔ اے پرماتما کے شیر[2] ! دنیا کی لومڑیاں مجھے کھا جانا چاہتی ہیں۔ تجھے اس کی قسم جس کا تو دست و بازو[3] ہے۔ تجھے اس کی قسم جس کی شکتی[4] تیرے اندر ہے میری مشکلکشائی کر۔ تیرا وعدہ ہے کہ مصیبت پہ پہنچوں گا۔ اب امداد کا وقت آ گیا ہے۔ آ جلدی آ ! ورنہ میں برباد ہو جاؤں گا۔ تیرا نام وہ ہے جو پرماتما کا ہے[5]۔ آ! کر تجھے دیکھنا ہزاروں پراتھناؤں[6] کے برابر ہے۔ تو بھگوان جی کا چہرہ ہے۔ میرے پیارے تو سب کچھ ہے۔ اور میں تیرے بغیر کچھ بھی نہیں۔ تو سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ سب حال تیرے سامنے ہے۔ میری تکلیفوں کا تجھے علم ہے۔ تو ہی ان کو دور کر سکتا ہے۔ آدم آیا۔

---

[1] مطلوب کل طالب

[2] غالب کل غالب۔

[3] اسد اللہ۔

[4] اس سے مراد قوۃ اللہ بھی ہے اور بازوئے محمد بھی۔ [5] طاقت

[6] علی، جو خدا کا نام بھی ہے اور مرتضیٰ کا بھی۔

[7] النظر علیٰ وجہ علیؑ عبادۃ علی علیہ السلام کے چہرہ مبارک کو دیکھنا عبادت میں داخل ہے۔

مملوکہ کتاب خانہ منظر ایلیا د

کو بشارت دینے والے اُذبسکہ ایلیا ہیں اور وہ "ساقی کوثر" بھی کہلاتے ہیں۔ لہٰذا ساکی منی کے معنی ہوئے، وہ راہنما جسے ساقی کوثر نے مقرر کیا ہے۔ کیونکہ اسی نے بدھ کو اپنا "گولا" اور "چیلا" بنا کر بھیجا تھا۔

نے پیروئے قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرزِ جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

اب سن لیجئے کہ مہاتما بدھ ایک دفعہ سخت مشکلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ایک تو جسمانی تکلیف باعثِ رنج و ملال ہوئی۔ دوسرے عوام کی مخالفت نے انہیں اور بھی پریشان کر دیا۔ برہمنوں اور اونچی ذات کے مہنتوں پروہتوں وغیرہ نے تو ان سے خوب عداوت بڑھائی۔ اس لئے کہ بدھ کی تعلیمات (توحید الٰہی۔ مساوات۔ اتحادِ اقوام۔ رحم و کرم اور عدم تشدد وغیرہ) نے مخلوق خدا کا خون چوسنے والے خود ساختہ جھوٹے رہنمایان مذہب کے اباطیل و اکاذیب کی بنیادیں ہلا دیں۔ اور وہ اپنے سر پیٹتے رہ گئے۔ پس انہوں نے بدھ پر ظلم توڑنا شروع کر دیئے اور ان کے مشن کو ناکام بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

---

[1] دنیا کی اصلاح و ہدایت کے لئے ہر قوم اور ہر ملک میں ریفارمر بھیجے جاتے رہے۔ جیسا کہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ نَذِيرٌ ۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔ ہر قوم میں ڈرانے والے اور ہدایت دینے والے مقرر کئے گئے۔ ہندوستان کے رشیوں، منیوں، مہاتماؤں اور اوتاروں کے حالات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا۔ ان میں سے کسی نے بھی بت پرستی اور کفر و شرک کی تعلیم نہیں دی۔ لعد میں ان کی تعلیمات مسخ ہو گئیں اور ایک خدا کو منوانے والے خود مشرکین کے معبود بن گئے۔ العیاذ (محمود گیلانی)

ادم آلیا : ادم آلیا ![1] "

اس دعا کی تفصیل میں پڑنے کی ضرورت نہیں، ایک ایک لفظ اپنی وضاحت کر رہا ہے۔ البتہ اس کا نتیجہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ دعا نے قبولیت کا لباس پہنا اور مشکل کشا نے بدھ کا ہاتھ پکڑا۔ دنیا جانتی ہے اور تاریخ اس پر پردہ نہیں ڈال سکتی کہ بدھ کو اس کی بدولت کس قدر کامیابی ہوئی۔ عوام تو رہے درکنار، بھارت کے راجوں مہاراجوں نے ان کا مذہب قبول کیا۔ اور پھر ہندوستان کے علاوہ بدھ مذہب لنکا، برما، آسام، چین، جاپان، سیام اور تبت وغیرہ ایسے دور دراز ملکوں میں پھیل گیا۔ اور یہ سب جناب ایلیا علیہ السلام کی فدہ نوازی اور کرم فرمائی ہے۔ گو موجودہ بدھ مذہب کو بدھ کی اصلی یعنی ابتدائی تعلیمات سے کچھ تعلق نہیں ہے جس طرح کہ جناب عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ وغیرہم کی اصلی تعلیم کو بدل ڈالا گیا ہے۔ اسی طرح بدھ کی تعلیمات بھی نہ بچ سکیں۔

لیجئے! بدھ مہاراج بستر مرگ پر دراز ہو گئے۔ اب وہ چند لمحوں کے مہمان نظر

---

[1] بدھ کی یہ دعا جو "بدھ یوگیا" کے نام سے معروف ہے، بدھ مذہب کی اکثر کتابوں میں مذکور ہے۔ رسالہ "بدھ گیان" مصنفہ رام نرائن بنارسی مطبوعہ ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۵۴ پر اس دعا کے ساتھ ایک چینی کتاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ بدھ نے ذیل کے الفاظ بھی کہے تھے۔

"اپنے می تریا" کے واسطے سے میری مدد کر، اپنی پاک اولاد کے واسطے سے مجھے نجات دے۔ اور اسنے پاک نام سے میری لاج رکھ" می تریا کے معنی ہیں رحمت والا۔ رحمۃ للعالمین۔ اس کا تھوڑا سا تذکرہ آگے چل کر اسی مضمون میں ملے گا۔ (حکیم سید محمود گیلانی)

رہے ہیں۔ ان کا سب سے محبوب چیلا اور خاص الخاص مرید، آنند، ان کی سیوا میں بیٹھا ہے۔ اور ان کی نازک حالت دیکھ کر زار و قطار رو رہا ہے۔ جب بدھ جی نے اپنے پیارے شاگرد کا یہ حال دیکھا تو اس کو بہت تسلی دی اور مسکراتے ہوئے کہا:۔

"پیارے آنند! غمگین نہ ہو۔ آنسو مت بہا۔ میں تجھے کتنی مرتبہ پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ اپنی محبوب و مطلوب اشیاء کو چھوڑنا اور اس دنیا کی ہر چیز سے جدا ہونا انسانی فطرت میں داخل ہے۔ اگر میں جا رہا ہوں تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔

آنند نے عرض کیا مہاراج! آپ کے بعد ہمارا کون والی ہوگا۔ اور کون تعلیم دے گا!

بدھ نے جواب دیا:

"آنند! خوب یاد رکھ۔ دنیا میں صرف میں ہی بدھ بن کر نہیں آیا ہوں اور نہ میں اس سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں۔ جب وقت آئے گا تو ایک دوسرا بدھ مبعوث ہوگا۔ جو خدا کا نور ہوگا۔ بہت ہی مقدس و مطہر۔ اس کو حکمت کا راز دیا جائے گا۔ وہ اقبالمند ہوگا۔ اسرار کائنات کا عالم۔ نسل انسانی کا بے نظیر ہادی وہ مصلح۔ جن و انس کا معلم۔ وہ انہی ازلی صداقتوں کو تم پہ ظاہر کرے گا جو میں نے تم کو سکھائی ہیں۔ وہ اپنے دین کی تبلیغ و اشاعت میں ہر لحظہ مصروف رہے گا۔ جو فی الحقیقت نہایت ہی شاندار ہوگی۔ وہ اپنے حیرت انگیز کمال اور انتہائی عروج کی وجہ سے پر شکوہ اور صاحب جلال و جمال ہوگا۔ اس کی تعلیم زندگی کی روح اور اس کی تربیت کامل و اکمل، صاف، پاکیزہ اور بے عیب ہوگی۔

اگر میرے شاگردوں کا شمار سینکڑوں تک ہے تو اس کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک کی ہوں گے۔ اور وہ می تیریا کے پاک نام سے معروف ہوگا[1]

آنند نے "می تیریا" کی وضاحت پوچھی۔ تو مہاتما بدھ نے کہا:

"اے آنند! می تیریا وہ ہے جو تمام رشیوں اور منیوں اور تمام مبعوث ہونے والوں کا سلسلہ ختم کر دیگا۔ اس کے سر پہ ایک پنج پہلو تاج ہوگا۔ جو سورج اور چاند کی طرح ہوگا۔ اس کے بڑے ہیرے کا نام آلیا ہے۔ یاد رکھ یہ تمام پاک جسم ابتدا سے پیدا ہو چکے ہیں۔ مگر ان کے ظاہر ہونے میں ابھی دیر ہے۔ ظالم لوگ اس کے موتیوں کو سخت نقصان پہنچائیں گے۔ اور ان کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے۔ مگر مالک اس کے نام اور اس کے کام اور اس کی نسل کو دنیا کے خاتمہ تک باقی رکھے گا۔ آنند! میری اور تیری طرح کروڑوں لوگ اس کی انتظار میں تھک جائیں گے۔ مگر خوش نصیب وہی ہوگا جو اس کا اور اس کے پاک ساتھیوں کا ساتھ دے گا۔ اب میں اس سے

[1] ملاحظہ ہو کتاب "بودھیا پرکاش"، مؤلفہ ویدشاستری لالہ ہرگوبند آہلو جیا۔ مطبوعہ سرسوتی پریس بمبئی ۱۹۱۱ء۔

زیادہ تجھے کچھ نہیں بتا سکتا[1]؟

مہاتما بدھ کی اس وصیت میں سب سے پہلے حضور خاتم الانبیاء کے ظہور پر نور کی پیشگوئی کی گئی ہے اور آپ کے اوصافِ گرامی بیان کرنے کے بعد حضورؐ کا روحانی اور قرآنی خطاب بھی بتا دیا گیا ہے۔ می تیریا۔ یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں بہت مہربان اور رحمت والا وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کے مفہوم کے مطابق کسی نبی یا رسول اللہ کو اللہ کی طرف سے رحمت، رحمت عالم اور رحمۃ للعالمین کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا گیا۔ بدھ نے حضورؐ کو 'می تیریا' کہہ کر آپ کی ایک بہت بڑی فضیلت بیان کر دی ہے۔

وصیت کے دوسرے حصہ میں بدھ جی نے جناب رحمۃ للعالمین کی ایک صفت یہ بتائی ہے کہ وہ تمام انبیاء اور مرسلین کا خاتم ہوگا اور اس کے سر پہ 'پنج پہلو تاج' ہوگا۔ اس سے پانچ نفوس پاک مراد ہیں۔ یہ بھی کہا ہے کہ وہ تاج سورج اور چاند کی طرح چمکتا ہوگا یہاں حضورؐ کی حدیث اَنَا کَالشَّمْسِ وَعَلِیٌّ کَالْقَمَرِ کی طرف اشارہ ہے۔ اور اَلْقَمَرُ (علی) کو ہیرے سے تشبیہہ دے کر ایک بار پھر آپ کا نام (آلیا۔ ایلیا) بتا دیا ہے۔ اور یہاں تک ظاہر کر دیا ہے کہ ان کی اولاد کے ساتھ سخت ظلم و ستم کئے جائیں گے اور اس

[1] مہاراجہ رام چندر جی نے بھی اجودھیا کے شاگردوں سے کہا تھا کہ وہ راجوں کا راجہ اپنی روشنی کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ جس کے ساتھ بڑا گروہ ہوگا۔ وہ پانچ کنگروں والا تاج پہنے گا۔ اور اس کے سب سے بڑے کنگرے کا نام "اہالیاہ" (ایلیا) ہوگا (اجودھیا کا بن باسی مصنفہ شنکر داس مطبوعہ آگرہ ۱۹۲۳ء)۔

نام ونشان تک مٹانے کی کوشش کی جائے گی۔ مگر خداوند کریم ایلیا کے نام، کام اور نسل پاک کو قیامت تک باقی رکھے گا۔

آخر میں بدھ مہاراج کہتے ہیں:-

"خوش نصیب وہ ہوگا جو اس کا اور اس کے پاک ساتھیوں کا ساتھ دے گا۔"

یہ فقرہ زیادہ محتاج تشریح نہیں اور اگر وضاحت کی ضرورت ہے تو خود غور فرما لیجئے کہ نبیؐ اور علیؑ کے "پاک ساتھی" کون ہیں۔ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ